# کتاب الطلاق

طلاق کا معنی ہے حَلُّ القَیْدِ یعنی بند چیز کو کھولنا۔ چاہے یہ حسی ہو کحَلِّ العُقْدَۃِ یعنی گرہ کا کھولنا، رسی کا کھولنا اور چاہے وہ معنوی ہو کحل قید النکاح ۔ اصطلاح شریعت میں طلاق کی تعریف یہ ہے الطلاق ھو إزالۃُ النکاح أو نقصانُ حِلِّہٖ بِلفظٍ مخصوصٍ یعنی طلاق وہ نام ہے نکاح کو ختم کرنے اور نکاح کی حلت کو کم کرنے کا مخصوص لفظ کے ساتھ یعنی طلاق کے لفظ کے ساتھ۔

طلاق دینے والے کیلئے شرط یہ ہے کہ وہ شخص عاقل اور بالغ ہو۔ لہٰذا مجنون اور بچے کی طلاق درست نہیں اور نہ ہی واقع ہوتی ہے۔ دیگر علماء وفقہاء وائمہ ایک تیسری شرط بھی ذکر فرماتے ہیں کہ وہ شخص مختار ہو یعنی صاحبِ اختیار ہو لہٰذا مُکرَہ یعنی مجبور کی طلاق واقع نہیں ہوتی مگر عند الاحناف مُکرَہ کی طلاق بھی واقع ہوجاتی ہے۔

پھر طلاق بغیر ضرورت ممنوع ہے۔ حدیث ہے اَبْغَضُ الحَلاَلِ اِلَی اللہِ الطَّلَاقُ۔ یعنی حلال چیزوں میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ مبغوض اور ناپسندیدہ چیز طلاق ہے۔

علماء نے لکھا ہے کہ طلاق کبھی حرام ہوتی ہے کبھی مکروہ کبھی واجب کبھی مندوب کبھی مباح۔ یہ باعتبارِ اختلافِ احوال ہے۔ جب خاوند حقوق سے بالکل عاجز آجائے تو طلاق دینا واجب ہے اور اگر وہ عجز کم ہو تو پھر صرف مندوب ہے ورنہ صرف جائز ہے اور اگر طلاق مُفضِیْ اِلَی الفسادِ العظیمِ ہو تو پھر طلاق حرام ہے اگر فساد کچھ کم ہو پھر طلاق دینا مکروہ ہے۔

عند الاحناف طلاق کی دو قسمیں ہیں سنی اور بدعی۔ پھر سنی دو قسم پر ہے حسن اور احسن۔

طلاق حسن یہ ہے کہ ایک طلاق رجعی دے اس طہر میں جس میں جماع نہ کیا ہو اور نہ اس سے قبل حیض میں جماع کیا ہو۔ پھر اگر وہ دوسری طلاق دے تو وہ دوسرے طہر میں ہو مع شرائط مذکورہ۔ اور پھر تیسری طلاق دے طہر ثالث میں مع شرائط مذکورہ۔

پس طلاق سنی کیلئے متعدد شرطیں ہیں۔

شرط اول۔ طہر میں دی جائے لہٰذا حیض ونفاس میں طلاق بدعی ہے یعنی بدعت ہے اور معصیت وگناہ ہے۔

شرط ثانی۔ اس طہر میں جماع نہ ہو۔ اگر جماع ہو تو بدعی ہے۔

شرط ثالث۔ ایک طلاق ہو اور وہ بھی رجعی ہو۔ لہٰذا اگر دو طلاقیں دیں ایک طہر میں تو یہ بدعی طلاق ہوگی جو کہ حرام ہے اور گناہ ہے اور اگر ایک طلاق بائن دی تو یہ بھی بدعی ہے بقولِ اظہر۔

شرط رابع۔ کہ اس سے قبل حیض میں بھی جماع نہ کیا ہو۔

سنی احسن طلاق میں بعینہٖ وہی شرائط ہیں جو حسن میں ہیں البتہ ایک شرط زائد ہے اور وہ یہ کہ صرف ایک طلاق پر اکتفاء کرے۔

اور اگر عورت غیر مدخول بہا ہے یعنی خاوند نے اس کے ساتھ صحبت نہیں تو اس کو طہر میں بھی طلاق دی جاسکتی ہے اور حیض میں بھی اور یہ ایک ہی طلاق سے بائنہ ہوجائے گی اور اس پر کوئی عدت نہیں ہے۔ یہ فوراً ہی آگے نکاح کرسکتی ہے۔

جمہور امت کے نزدیک اگر ایک ہی مجلس میں تین طلاق دی جائیں تو وہ تین ہی شمار ہونگی۔ جبکہ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور ان کے شاگرد علامہ ابن قیم رحمہ اللہ تعالیٰ اور اسی طرح زمانہ حال کے غیر مقلدین کے نزدیک ایک مجلس میں تین طلاقیں واقع ہی نہیں ہوسکتیں۔ لیکن مذکورہ علماء کے علاوہ ائمہ اربعہ اور کل اُمت سَلَفًا وخَلَفًا سب کے نزدیک ایک مجلس میں تین طلاقیں واقع ہوسکتی ہیں۔ چنانچہ حدیث ہے حضرت رُکانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جنھوں نے بیوی کو تین طلاقیں دی تھیں اور حدیث میں تین طلاقوں پر طلاق بتّہ کا اطلاق کیا گیا ہے۔ بتّ کا معنی ہے قطع یعنی توڑنا اور کاٹنا اور یہ بتّہ کنایہ ہے تین طلاقوں سے کیونکہ وہ بھی قاطع ہوتی ہیں۔ چنانچہ حدیث میں ہے عن رُکانۃَ رضی اللہ عنہ قال اَتَیْتُ النبیَّ ﷺ فقُلْتُ یا رَسُوْلَ اللہِ اِنِّی طَلَّقْتُ امرأتِی البتّۃَ. فقالَ ما اَرَدْتَّ بِہا فقُلْتُ واحِدَۃً فقالَ واللہِ فقُلْتُ واللہِ قالَ فھُوَ ما اَرَدْتَّ. یعنی

حضرت رُکانہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا تو میں نے کہا کہ یا رسول اللہ میں نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی ہیں تو نبی کریم نے فرمایا کہ اس کے ذریعے تم نے کیا ارادہ کیا تھا؟ میں نے کہا کہ میں نے ایک طلاق کا ارادہ کیا تھا تو حضور ﷺ فرمانے لگے کیا تم اس بات پر اللہ کی قسم کھاتے ہو؟ میں نے کہا کہ ہاں میں اس پر اللہ کی قسم کھاتا ہوں تو حضور ﷺ فرمانے لگے کہ پھر وہ وہی ہے جو تم نے ارادہ کیا تھا۔

حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے طلاقِ واحد کے ارادے پر حضرت رکانہ رضی اللہ تعالی عنہ سے قسم لی۔ معلوم ہوا کہ اگر تین کا ارادہ ہوتا تو ایک مجلس میں تینوں واقع ہو جاتیں۔ اور اگر ایک ہی مجلس میں تین طلاقیں بھی ایک ہی شمار ہوتیں تو پھر ارادہ واحد کیلئے قسم کھلانے کی ضرورت نہ تھی بلکہ خود ارادہ واحد کی بھی ضرورت نہ تھی۔ اس سے ایک اور بات معلوم ہوئی کہ تین طلاقیں ایک بھی شمار ہوسکتی ہیں اگر ارادہ ایک کا ہو۔ البتہ تین طلاقوں کے طریقے دو ہیں۔

پہلا طریقہ یہ ہے کہ یوں کہے انتِ طالقٌ ثلاثاً یعنی با قاعدہ ثلاثہ کے عدد کو ذکر کرے۔ اس صورت میں عند الجمہور وائمہ اربعہ تین طلاقیں ہی واقع ہوتی ہیں۔ کوئی صورت نہیں ایک طلاق کے ارادہ کی۔ اگر چہ کہتا بھی رہے کہ ایک طلاق کا ارادہ تھا۔ کیونکہ لفظ ثلاثہ میں کمی کا احتمال نہیں ہے جیسے کوئی شخص تین چیزیں مانگے، جب دی جائیں تو کہے میرا ارادہ ایک کا تھا۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ لفظ طلاق تین دفعہ ذکر کرے۔ یوں کہے اَنْتِ طالقٌ اَنْتِ طالقٌ اَنْتِ طالقٌ یا صرف طالقٌ طالقٌ طالقٌ کہے۔ اس دوسری صورت میں بھی تین طلاقیں واقع ہونگی اگر ارادہ تین کا ہو اور کہے کہ میرا ارادہ ایک طلاق کا تھا اور باقی الفاظ بطور تاکید کے کہے تھے تو اس کا یہ قول درست ہے اور ایک ہی طلاق ہوگی دیانۃً لا قضَاءً۔ یعنی گھر میں معاملہ ٹھیک ہو جائے گا اور بیوی پاس رکھے گا اور اگر قاضی تک بات پہنچ گئی تو قاضی تین طلاقیں ہی کہے گا اور جدائی کر دے گا۔ یہ دوسری صورت حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے زمانہ میں اور صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی خلافت میں اور عہد عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی ابتداء میں قضاءً بھی ایک شمار کی جاتی تھی کیونکہ لوگ نیک تھے اور دیانتدار تھے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے بعد میں کہا کہ اب لوگ اتنے نیک نہیں رہے لہٰذا قضاءً تین ہی شمار ہونگی۔ بہرحال اس بات پر پوری امت کا اتفاق ہے کہ ایک مجلس میں تین طلاقیں واقع ہوتی ہیں۔